ادبیات

نہیں رہے

از جناب ماہر القادری

اب جوشِ اضطراب کے ساماں نہیں رہے
ساحل کو ہے گلہ کہ وہ طوفاں نہیں رہے

خونِ جگر سے کھیلنے والے کہاں گئے؟
قطرے لہو کے زینتِ داماں نہیں رہے

جن کے جنوں پہ ناز تھا فصلِ بہار کو
وہ عاشقانِ چاک گریباں نہیں رہے

پھولوں میں نازکی ہے نہ کانٹوں میں سختیاں
صحرا نہیں رہے وہ گلستاں نہیں رہے

جن کے حضور سطوتِ کسریٰ تھی سجدہ ریز
وہ بوریا نشین سلیماں نہیں رہے

تیغوں کے زخم دب گئے اچھاؤں ہی ہی
سجدوں کے داغ بھی تو نمایاں نہیں رہے

دھندلے سے کچھ نقوش ہیں سرمایۂ ضمیر
ایماں کے چراغ فروزاں نہیں رہے

جن کی نشید نغمۂ بیدار بن گئی
وہ کاروانِ دل کے حدی خواں نہیں رہے

تھی جن کی فکر حاصلِ پروازِ جبرئیل
وہ حاملانِ مفتیٔ قرآں نہیں رہے

جن کے لئے تھی "انتم الاعلون" کی نوید
اللہ کیا ہوا وہ مسلماں نہیں رہے